روزنامہ جنگ لاہور

جمعرات 27 ربیع الاول 1411ھ 18 اکتوبر 1990ء

قصاص و دیت کے قانون پر بے نظیر بھٹو کا موقف

حسین حقانی

گذشتہ دنوں صدر مملکت نے قصاص اور دیت سے متعلق اسلامی احکامات کو ضابطہ فوجداری کا حصہ بنانے کے لئے ایک آرڈیننس جاری کیا تو پیپلز پارٹی کی شریک چیئرپرسن بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اس پر شدید تنقید کی اور کہا کہ اسلام کے نام پر خوفناک قانون رائج کر دیا گیا ہے۔ شرعی قوانین کے معاملہ میں بے نظیر بھٹو صاحبہ اور ان کے ہم خیال مغرب پسندوں کا موقف کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے لیکن چونکہ اپنی حکومت کی برطرفی کے بعد سے پیپلز پارٹی "یا اللہ یا رسولؐ" کے نعرے لگا رہی ہے اور لاہور ہائیکورٹ میں اس کے وکیل مخالفین کی طرف سے بے نظیر صاحبہ کی دوپٹہ بغیر تصاویر کی اشاعت کے غیر شرعی ہونے پر احتجاج کر چکے ہیں اس لئے یہ گمان پیدا ہو گیا تھا کہ شاید پیپلز پارٹی کی قیادت نفاذ شریعت اور نظام اسلام کے بارے میں اپنے رویہ پر نظرثانی کر رہی ہے۔ قصاص و دیت کے قوانین پر بے نظیر صاحبہ کی تنقید سے یہ خوش گمانی دور ہو گئی ہے۔

اسلام اور شریعت کی بالادستی کی طرف ایک اہم قدم ہونے کے علاوہ قصاص و دیت کے قانون کی اہمیت ایک دوسرے پہلو سے بھی ہے۔ صدر غلام اسحاق خان کی طرف سے آرڈیننس کا اجراء سپریم کورٹ کے حکم کی تعمیل ہے لہذا اس پر تنقید توہین عدالت ہے جو آج کل پیپلز پارٹی کے لئے معمول بنتا جا رہا ہے۔ سپریم کورٹ کی شریعت اپیلٹ بنچ نے 5 جولائی 1989ء کو یہ فیصلہ دے دیا تھا کہ ملک کے فوجداری قانون میں قصاص اور دیت سے متعلق قواعد کی عدم موجودگی کی وجہ سے انسانی جسم کے خلاف جرائم کے ضمن میں ضابطہ فوجداری کے احکام خلاف شریعت ہیں۔ دستور کی رو سے سپریم کورٹ کو کسی بھی غیر اسلامی قانون کی تبدیلی کا حکم دینے کا اختیار ہے چنانچہ یہی اختیار استعمال کرتے ہوئے سپریم کورٹ کے شریعت بنچ نے حکومت کو 23 مارچ 1990ء تک کی مہلت دی تاکہ پارلیمنٹ کے ذریعہ قانون میں ترمیم کر دی جائے۔

پیپلز پارٹی کی حکومت نے شریعت بنچ کے فیصلہ پر عملدرآمد کے بجائے اس کے خلاف سپریم کورٹ کی فل بنچ میں نظرثانی (ریویو) کی درخواست دائر کر دی۔ عدالت عظمیٰ نے قصاص و دیت کے قانون کے نفاذ پر عملدرآمد 30 مئی تک کے لئے معطل کر دیا لیکن حکومت کی تبدیلی کے بعد 29 اگست کو یہ حکم دیا کہ قصاص اور دیت سے متعلق آرڈیننس 15 [illegible]

جاری کیا جانے والا آرڈیننس سپریم کورٹ کے اسی حکم کی تعمیل ہے۔

بجائے اس کے کہ پیپلز پارٹی کی قیادت سپریم کورٹ کے فیصلے پر خود عمل نہ کرنے پر نادم ہوتی یا کم از کم خاموش رہ کر خود کو خفت سے محفوظ رکھتی اس نے صدر مملکت کی طرف سے جاری کردہ آرڈیننس کو انتہائی خوفناک قانون قرار دینے کا فیصلہ کیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ قصاص و دیت کے اسلامی قانون پر تنقید کسی پاکستانی فورم میں نہیں کی گئی بلکہ 4 اکتوبر کو لاہور میں غیر ملکی صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اسے تنقید کا ہدف بنایا۔ اتفاق سے اس محفل میں دو تین پاکستانی رپورٹر بھی موجود تھے جن کے توسط سے پیپلز پارٹی کی رہنما کے خیالات پاکستانی اخبارات میں بھی شائع ہو گئے۔

یہ پہلا موقع نہیں ہے کہ بے نظیر صاحبہ نے پاکستانی سامعین کے سامنے اسلام اور غیر ملکی سامعین کے روبرو اسلامی بنیاد پرستی کی مخالفت کے حوالے سے گفتگو کی ہے۔ پیپلز پارٹی کو اچھی طرح معلوم ہے کہ پاکستان میں دین دار طبقہ ان کا شدید مخالف ہے اس لئے ان کے جذبات کی شدت کو کم کرنے کے لئے یا اللہ، یا رسولؐ کا نعرہ لگایا جا رہا ہے اور اخباری اشتہارات میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی دین حق کے لئے برداشت کی جانے والی صعوبتوں کا موازنہ (نعوذ باللہ) اپنے دور اقتدار کی مبینہ غلطیوں پر ہونے والے احتساب سے کیا جا رہا ہے لیکن دوسری طرف بھٹو خاندان کے غیر ملکی دوست اس کے اس لئے حامی ہیں کہ ان کی نظر میں پاکستان کے اسلامی تشخص کو کمزور کرنے اور سیکولر تشخص ابھارنے میں ان کی قیادت کو مرکزی مقام حاصل ہے۔ قصاص و دیت کے قانون پر (سپریم کورٹ کے واضح حکم کی موجودگی کے باوجود) تنقید کا اصل مقصد مغرب میں بیٹھے ہوئے ان دوستوں کو یہ یقین دلانا ہے کہ ہم ملک میں مزید اسلامی قوانین کے اجراء کے حق میں نہیں بلکہ اعلانیہ طور پر اس کے مخالف ہیں۔

سپریم کورٹ کے فیصلے کے تناظر میں قصاص و دیت کے قانون پر بے نظیر صاحبہ کا موقف صرف نفاذ شریعت کے خلاف نہیں بلکہ عدالت عظمیٰ کے فیصلے کے بھی خلاف ہے۔ اگر پیپلز پارٹی کے قائدین یہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت ملک میں شریعت کے نفاذ کی شرائط پوری نہیں ہوتیں اس لئے اسلام کا فوجداری قانون لاگو نہیں کیا جانا چاہئے تو انہیں سپریم کورٹ میں یہ موقف اختیار کرنا چاہئے۔ سپریم کورٹ کے واضح حکم اور فیصلے کے بعد لیت و لعل سے کام لینا یا حیل و حجت کرنا قانون اور

اخلاقی جرات ہونی چاہئے کہ اندرون ملک بھی اس کا برملا اعتراف کرے۔

قصاص و دیت آرڈیننس پر تنقید کرتے ہوئے بے نظیر صاحبہ نے وہ دلائل دہرائے ہیں جو ماضی میں بھی دیئے جاتے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ معاشرتی حالات اس اسلامی قانون پر عملدرآمد کی راہ میں رکاوٹ ہیں، قانون مکمل طور پر اسلامی نہیں ہے اور اس کے نتیجہ میں امیر آدمی جرم کر کے بھی بچ سکتا ہے جبکہ غریب کے لئے بچنے کی کوئی راہ نہیں۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ قانون کے نفاذ کا مقصد سیاسی ہے اس کا اسلام کی بالادستی سے کوئی تعلق نہیں۔

سپریم کورٹ کے ایسے فیصلے کو جو خود ان کے دور حکومت میں دیا گیا سیاسی قرار دینے کا کام صرف بے نظیر بھٹو صاحبہ ہی کر سکتی ہیں۔ اس سے پہلے وہ ہاتھ کاٹنے کے قرآنی احکام کے بارے میں یہ کہہ چکی ہیں کہ ان کا اطلاق ظالمانہ ہو گا۔ 4 جون 1990ء کے کابینہ کے اجلاس میں شرعی قوانین کو (نعوذ باللہ) "فرسودہ، ظالمانہ اور جابرانہ" قرار دیا گیا تھا۔ کابینہ کے اسی اجلاس میں (جس کی صدارت بے نظیر بھٹو صاحبہ نے کی تھی) یہ فیصلہ بھی کیا گیا تھا کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کو محض قانونی حکم نہ سمجھا جائے اسے سیاسی مسئلہ تصور کیا جائے اور رائے عامہ ہموار کر کے عدالتی حکم پر عملدرآمد رکوا دیا جائے۔ وزارت اطلاعات و نشریات میں اس مقصد کے لئے خصوصی سیل بھی قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا جس کے ذمے عوام کو شرعی قوانین کے ظالمانہ پہلوؤں سے آگاہ کرنے کا فریضہ سونپا گیا تھا۔ بیرون ملک پاکستانی سفارت خانوں کو یہ ہدایات کی گئی تھیں کہ وہ قصاص اور دیت کے اسلامی قانون کے خلاف بین الاقوامی انسانی حقوق کی تنظیموں کو متحرک کریں تاکہ پاکستان کے قوانین پر عالمی رائے عامہ اثر انداز ہو سکے۔

یہ سب کچھ نہ تو عوام کے مفاد میں کیا اور کہا جا رہا تھا اور نہ ہی یہ دستور اور قانون کے مطابق تھا۔ صدر مملکت نے قصاص اور دیت کا قانون آرڈیننس کے ذریعے نافذ کر کے سپریم کورٹ کے فیصلے کو عملی شکل دے دی ہے لیکن اس پر پیپلز پارٹی کا ردعمل دستوری اور قانونی پابندیوں سے آزاد ہونے کی اس پارٹی کی خواہش کا آئینہ دار ہے۔ ساتھ ہی اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ پیپلز پارٹی کی اعلیٰ ترین قیادت اندرون ملک اور بیرون ملک اپنا امیج بالکل الگ رکھتی ہے۔ آج کل اندرون ملک سیاست میں "یا اللہ یا رسولؐ" کا ورد جاری ہے جبکہ بیرون ملک پاکستان کو شریعت کے "فرسودہ، ظالمانہ اور جابرانہ" قوانین سے محفوظ رکھنے کے لئے پیپلز پارٹی کے برسراقتدار ہونے کو ضروری قرار دیا جا رہا ہے۔

پیپلز پارٹی کو اگر پاکستان کی اسلامی اساس سے اختلاف ہے تو اسے عوام کی دو تہائی تائید حاصل کر کے دستور پاکستان میں ترمیم کی اعلانیہ کوشش کرنا چاہئے۔ اسی طرح اگر بے نظیر بھٹو سپریم کورٹ سے دستور کی روشنی میں قوانین پر نظرثانی کا اختیار واپس لینا چاہتی ہیں تو اس کا واضح اعلان کر کے انہیں اس سلسلے میں بھی دستوری ترمیم کی طرف پیش رفت کرنی چاہئے لیکن جب تک دستور اپنی موجودہ صورت میں موجود ہے سپریم کورٹ کے فیصلوں پر تنقید کا اختیار کسی کو حاصل نہیں۔ ویسے بھی یہ صریح بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے کہ پاکستانی عوام کے سامنے تو اسلام سے وابستگی کا اظہار کیا جائے اور غیر ملکیوں